یادگارِ خلیلؑ

(از مولوی عبد المتین صاحب راغب مظفر پوری)

ناظرین! ہر زمانہ میں عظیم الشان واقعات کی یادگاریں منانے کا دستور و رواج چلا آرہا ہے۔ آئے دن کے مشاہدات بتا رہے ہیں کہ غیر اقوام کی کتنی عیدیں ہیں اور وہ ہمیشہ کتنی خوشیاں منایا کرتی ہیں۔ اسی طرح اسلام میں بھی چند یادگاریں اور خوشی کے دن ہیں منجملہ ان کے ایک "عید قربان" بھی ہے، جسے سنت ابراہیمیؑ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، کتنا ولولہ انگیز ہوتا ہے وہ مبارک دن جبکہ مسلمانوں کی زبانوں سے "اللہ اکبر اللہ اکبر" کی پیہم آوازیں دشمنوں کے دلوں کو چیرتی ہوئی آسمانوں سے ٹکراتی ہیں۔ آیئے میں آپکو اسکی اصلیت بتاؤں۔ تاکہ "ذبح حیوانات" کی اس رسم کی ادائیگی کے بعد جس سے آپ ابھی ابھی فارغ ہوئے ہیں، قربانی کے اس حقیقی مقصد کو نظر انداز نہ کردیں جس کیلئے اسلام نے اس مبارک رسم کو مشروع کیا ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی برس کی ہوچکی۔ اور آپ کو ابتک کوئی اولاد نہ ہوئی، تو آپ خدائے عزیز و حکیم کی بارگاہ عالی میں دست بدعا ہوتے ہیں اور نہایت آرزو و تمنا کے ساتھ اولاد صالح کی درخواست ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ "خدایا مجھے صالح اور نیک لڑکا عنایت فرما! دعا مقبول ہوتی ہے اور بشارت دی جاتی ہے فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ ہم (اللہ) نے ابراہیم کو ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دی۔

اس بردبار لڑکے کی پیدائش ہوئی اور اسمٰعیلؑ نام رکھا گیا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ جب حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو اللہ جل شانہٗ اپنے خلیل کی آزمائش کرتا اور امتحان لیتا ہے چنانچہ وارد ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ۔ یعنی جب حضرت اسمٰعیلؑ کا بچپن ختم ہوا اور وہ اپنے باپ ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑنے پھرنے کے لائق ہوگئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، مفسرین لکھتے ہیں کہ متواتر تین دن تک یہی بات خواب میں دکھائی گئی۔ تیسرے روز اس امر عظیم کو اپنے سعادتمند بیٹے پر ظاہر کرتے ہوئے خود انھیں سے رائے لیتے ہیں کہ عزیز من! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ تو بیٹے! اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟

قربان جایئے اس نوعمر کی سعادتمندی اور اطاعت گذاری پر جس نے پوری ہمت اور دلیری سے جواب دیا يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔ ابا جان! جس چیز کا رب کی طرف سے حکم دیا جا رہا ہے اس کی تعمیل میں کچھ پس و پیش نہ کیجئے۔ میری گردن ہر طرح حاضر ہے مجھے آپ انشاء اللہ صابر ہی پائیں گے۔" جب اللہ کے دونوں فرمانبردار بندے تکمیل حکم کیلئے آمادہ اور تیار ہوئے تو اسوقت یہ صبر آزما نظارہ دیکھکر تمام عالم کی چیزیں لرزہ براندام ہوگئیں ایک طرف یہ آزمائش ہو رہی تھی دوسری طرف دشمن بنی آدم (شیطان) بھی اپنے داؤ گھات میں لگا ہوا تھا۔

مفسرین رقمطراز ہیں کہ جب دونوں مقرب بندے تعمیل حکم پر آمادہ ہوگئے اور ابراہیم علیہ السلام رسی اور چھری

لیکر میدانِ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے تو شیطان ملعون حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بہکانے کیلئے ان کے پاس آکر کہتا ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) تمہارے بیٹے کو ذبح کرنے کی غرض سے لئے جارہے ہیں" وہ فرماتی ہیں ارے کم بخت کہیں باپ بھی بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کا خیال تو یہ ہے کہ ان کو خدا کا حکم ہوا ہے۔ اس پر وہ جواب دیتی ہیں "کہ اگر خدا کے حکم کی بنا پر ذبح کرنا چاہتے ہیں تو میں بھی خوشی سے راضی ہوں"۔ شیطان اپنا سامنہ لیکر وہاں سے بھاگا اور ان دونوں باپ بیٹوں کے پاس آکر اپنے مکروفریب کا جال پوری طرح پھیلایا۔ لیکن بھلا یہاں کہاں اس مردود کی دال گل سکتی تھی۔ دونوں نے بری طرح اس کو دھتکارا اور حضرت ابراہیمؑ نے تو کنکریاں پھینک کر اس کو مارا بھی۔

آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لاڈلے بیٹے کو منحر میں لے گئے اور قربانی کیلئے بالکل کربستہ ہوگئے تو اس وقت (بروایت مفسرین) چند کلمات اس حلیم لڑکے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) کے منہ سے وصیت کے طور پر نکلے، جو بے حد عبرت انگیز اور نصیحت خیز ہیں۔ ان کا ترجمہ یہاں مختصراً درج کر رہا ہوں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ "ابا جان! پہلے رسی سے مجھکو ذرا مضبوط طریقہ سے باندھ لیجئے تاکہ آپ مجھے مرغ نیم جاں کی طرح تڑپتا ہوا نہ دیکھیں۔ آپؑ اپنے کپڑوں کو بھی سمیٹکر درست کرلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے خون کی چھینٹیں آپ کے کپڑوں پر پڑیں اور میرے اجر و ثواب میں کمی آجائے، نیز جب اماں جان کی نظر خون آلودہ کپڑے پر پڑے گی تو شاید وہ دیکھکر رنجیدہ خاطر ہوں، اور آپؑ چھری کو تیز کرلیں۔ اور میری گردن پر پھیرتے وقت جلدی کریں اس لئے کہ موت کی شدت نہایت جانکاہ ہوتی ہے، مکانؑ پہنچنے کے بعد والدہ محترمہ سے میرا الوداعی سلام عرض کردیں نیز اگر آپ مصلحت سمجھیں تو میرا کرتا بطور یادگار ان کی خدمت میں پیش کردیں۔ شاید تسلی و تشفی کا باعث بن سکے، نیز آخری وصیت یہ تھی کہ مجھے ذبح کرتے وقت پیشانی کے بل لٹائیے گا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سامنے چہرہ دیکھکر پدری محبت جوش میں آجائے اور اللہ کے اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی ہوجائے۔

بوڑھا باپ جب اپنے نو عمر بچے کی ان دانشمندانہ مگر سرفروشانہ باتوں کو سننے کے بعد اس کو اپنے ہی ہاتھوں سے ذبح کرنے کیلئے زمین پر لٹا دیتا ہے تو فرش سے عرش تک ایک تہلکہ مچ جاتا ہے۔ اور چھری گردن تک پہنچتے پہنچتے تو خود رحمت غیبی بھی پکار اٹھی یَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ" بس بس ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اپنے نیک بندوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے معاوضہ اور بدلہ میں ایک موٹا تازہ بکرا یا دنبہ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ مرحمت فرماتا ہے اور وہ قربانی کیا جاتا ہے اور آنیوالی امتوں کیلئے سنت اور یادگار ہوجاتی ہے اس امتحان کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کے لقب سے نوازا جاتا ہے اور ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبیح اللہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ دوستو! یہ ہے قربانی کی حقیقت اور اصلیت اسے سامنے رکھکر ذرا غور کرو کہ اسلام ہم سے صرف جانوروں ہی کی قربانی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ یا اس سنت کو ہر سال دہرانے اور یاد دلانے سے کسی اور اہم چیز کا طلبگار ہے۔ اگر اس رمز کو سمجھ گئے تو پھر یقین مانو کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں سرنگوں نہیں کرسکتی ؎

ہر کہ حق باشد چو جان اندر تنش
خم نہ گردد پیش باطل گردنش